محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۱۲)

[''سیر و سوانح'' کے زیرِ عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت فاطمہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا

نسب نامہ

کنانہ بن خزیمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چودھویں جد تھے۔ مشہور روایت کے مطابق کنانہ کے چار بیٹے تھے: مالک، نضر، ملکان اور عبد مناۃ۔ طبری نے اضافہ کر کے ان کی تعداد پندرہ بتائی ہے۔ نضر بن کنانہ کو قریش اکبر مانا جاتا ہے، انھی کی اولاد قریش کہلاتی ہے، آپ کے گیارھویں جد فہر بن مالک کو قریش اوسط اور پانچویں جد قصی بن کلاب کو قریش اصغر کہا جاتا ہے۔ کنانہ بن خزیمہ کے باقی بیٹوں کی اولاد کنانی کہلاتی ہے۔

حضرت فاطمہ بنت صفوان بنو کنانہ کی فرع بنو مخدج سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے دادا کا نام امیہ بن محرث تھا۔ مخدج بن عامر ان کے ساتویں، جب کہ مالک بن کنانہ گیارھویں جد تھے۔ کنانہ پر ان کا شجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے جا ملتا ہے۔ حضرت اسمٰعیل کے بیٹے قیدار یا نابت کی اولاد میں سے عدنان بن ادد حضرت فاطمہ کی انیسویں پشت پر تھے۔ اموی حکمران مروان بن الحکم کی والدہ آمنہ بنت علقمہ حضرت فاطمہ بنت صفوان کی بھتیجی تھیں۔ حضرت ابوبکر کی اہلیہ حضرت ام رومان بنو کنانہ کی فرع بنو فراس سے تعلق رکھتی تھیں۔

بیعت ایمان

حضرت فاطمہ بنت صفوان کے جیٹھ حضرت خالد بن سعید 'السٰبقون الأولون' میں شامل تھے، جب کہ ان کے شوہر حضرت عمرو بن سعید کی اپنے مشرک باپ سے محبت دین حق کی قبولیت میں رکاوٹ بنی رہی۔ اسلام کے بڑھتے ہوئے نفوذ سے گھبرا کر سعید بن العاص مکہ چھوڑ گئے تو حضرت عمرو کا دل ایمان کے لیے وا ہو گیا۔ وہ کچھ دنوں کے بعد یا بعض روایات کے مطابق حضرت خالد بن سعید کے دو سال بعد مشرف بہ اسلام ہوئے، اس لیے انھیں 'السٰبقون إلی الإسلام' کی فہرست میں جگہ نہ مل سکی۔

واقعات کے تسلسل سے پتا چلتا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت صفوان انھی دنوں میں حضرت عمرو بن سعید کے عقد میں آئی ہوں گی اور ان کے ساتھ ہی بیعت ایمان کی ہو گی۔

حبشہ کی طرف ہجرت

رجب ۵ نبوی: مکہ کے مشرک سرداروں نے اپنے زیر اثر مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کم زوروں کو سر زمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت فاطمہ بنت صفوان اپنے شوہر حضرت عمرو بن سعید کے ساتھ حبشہ روانہ ہو گئیں۔ ابن عبد البر، ابن ہشام اور ابن کثیر کا کہنا ہے کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عمرو نے اپنے بھائی حضرت خالد بن سعید اور بھابھی حضرت امینہ بنت خلف کے ساتھ سفر ہجرت طے کیا، جب کہ حضرت خالد بن سعید کی بیٹی حضرت ام خالد بتاتی ہیں کہ میرے چچا حضرت عمرو میرے والد کے ہجرت کرنے کے کچھ دنوں (ابن اثیر، مستدرک حاکم، رقم ۵۰۴۸) یا دو سال کے بعد (ابن سعد، ابن حجر) حبشہ پہنچے۔

حبشہ میں

حبشہ میں داخل ہونے کے بعد مہاجرین ملک میں پھیل گئے۔ ان میں سے زیادہ تر موجودہ ادیس ابابا سے چار سو نوے میل (سات سو نوے کلو میٹر) دور واقع نجاش (Negash) کے قصبے میں مقیم رہے، کچھ سمندر پار کر کے مشرقی ایشیا پہنچے، ایک شاذ روایت کے مطابق چند نے صومالیہ کی راہ لی۔

پیام اجل

حضرت فاطمہ بنت صفوان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ انھوں نے حبشہ میں جلد ہی وفات پائی اور ان کی کوئی اولاد

بھی نہ ہوئی۔

قیام حبشہ کے دوران میں سات صحابہ اور تین صحابیات نے انتقال کیا۔ عبید اللہ بن جحش آٹھویں مرد تھے جو نصرانی ہو کر فوت ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت عدی بن نضلہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ شاہ نجاشی نے خود ان کی تدفین کی۔ مسجد نجاشی کے عقب میں شارع صحابہ پر واقع احاطے میں پندرہ صحابہ کے مزارات اب بھی موجود ہیں۔ حضرت نجاشی کی قبر سے ملی ہوئی دس صحابہ اور پانچ صحابیات کی قبریں ہیں جن میں سے حضرت فاطمہ بنت صفوان، حضرت عدی بن نضلہ، حضرت حاطب بن حارث، حضرت حطاب بن حارث، حضرت عبد اللہ بن حارث، حضرت سفیان بن معمر، حضرت عروہ بن عبد العزیٰ اور حضرت مطلب بن ازہر کی قبروں کی شناخت ممکن ہے۔

موجود مسجد نجاشی کو ۱۹۶۰ء سے ۱۹۹۳ء تک جاری رہنے والی خانہ جنگی میں شدید نقصان پہنچا تو ترکی کی فلاحی تنظیم ''TIKA'' نے اس کی تعمیر نو کی، مسجد کے عقب میں شارع صحابہ کو بحال کیا اور اس پر واقع پندرہ صحابہ کے مزارات کی مرمت کی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

شوہر کی حبشہ سے واپسی

اہلیہ کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن سعید اپنے بھائی حضرت خالد بن سعید اور ان کے کنبے کے ساتھ ۷ھ میں حبشہ سے آنے والے آخری قافلے کے ساتھ مدینہ پہنچے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

حضرت معیقیب بن ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ

نسب نامہ

حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں سے قحطان کو ابو الیمن کہا جاتا ہے۔ قحطان کی اولاد میں سے عامر بن یشجب نے یمن میں عظیم مملکت سبا قائم کی اور خود بھی سبا کا لقب پایا۔ کہلان بن سبا ازد بن غوث کے پردادا تھے

جن کے نام سے عرب قبیلہ بنوازد موسوم ہوا۔ حمیر بن سبا کہلان کے چھوٹے بھائی تھے۔ عرنجج نام تھا، عام طور پر سرخ لباس پہنتے تھے، اس لیے حمیر کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ازد کی اولاد مختلف مقامات پر پھیل گئی جس سے بنوازد چار شاخوں میں منقسم ہو گئے: ازد شنوءہ، ازد غسان، ازد السراۃ اور ازد عمان۔ دوس اور غامد ازد شنوءہ کے مشہور ذیلی قبائل تھے۔ حضرت معیقیب بن ابو فاطمہ کا تعلق دوس سے تھا، اسی لیے وہ دوسی کہلاتے ہیں اور ان کو ازدی بھی کہا جاتا ہے۔ شاذ روایت کے مطابق وہ ذو اصبح یا بنوسدوس سے تھے۔ اصبح کے معنی ہیں: سرخی مائل بالوں والا۔ ابن منظور کہتے ہیں: ذو اصبح حمیر کے بادشاہ تھے (لسان العرب ۲/۵۰۷)۔ حضرت معیقیب کا نام معیقب بھی لکھا گیا ہے۔

بیعت ایمان

حضرت معیقیب اسلام کے ابتدائی دور میں مکہ میں مسلمان ہوئے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہجرت حبشہ

حضرت معیقیب کے حلیف سعید بن العاص نے قبول اسلام کی پاداش میں اپنے سگے بیٹے حضرت خالد پر خوب تشدد کیا تھا تو حضرت معیقیب کو کیا کچھ نہ کہا ہو گا۔ جب مکہ کے ضعیف مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا تو حضرت معیقیب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حصہ لیا۔ سیر صحابہ کے تمام مرتبین انھیں مہاجرین حبشہ میں شمار کرتے ہیں۔ تاہم بعض روایات کے مطابق نعمت اسلام پانے کے بعد وہ اپنی قوم میں واپس چلے گئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور دیگر اشعریوں کے ساتھ حبشہ پہنچے۔

مدینہ کی طرف رجوع

حضرت معیقیب دیگر مہاجرین کے ساتھ آخر تک حبشہ میں مقیم رہے۔ ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو حبشہ بھیجا تو شاہ نجاشی نے مہاجرین کی واپسی کے لیے دو کشتیاں مہیا کیں جن میں سولہ اصحاب، تین صحابیات اور تین بچے سوار ہو کر حجاز کے ساحل پر پہنچے اور وہاں سے مدینہ کا سفر طے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہوئے تو مہاجرین کا استقبال کیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت معیقیب کشتی سواروں سے پہلے مدینہ لوٹ آئے۔

مدینہ کی زندگی

حضرت معیقیب نے غزوۂ خیبر میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا۔ابن مندہ کی روایت درست نہیں کہ انھوں نے جنگ بدر میں شرکت کی، کیونکہ تب وہ مدینہ میں موجود ہی نہ تھے۔ حضرت معیقیب بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔انھوں نے بعد کے معرکوں میں بھی حصہ لیا۔ ابن کثیر نے کاتبین وحی میں حضرت معیقیب بن ابوفاطمہ کا نام شامل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ آپ کی انگوٹھی کی حفاظت کرتے تھے۔

عہد صدیقی

حضرت ابو بکر نے حضرت معیقیب بن ابوفاطمہ کو مال فے کا نگران مقرر کیا۔

عہد فاروقی

خلیفۂ دوم حضرت عمر نے حضرت معیقیب کو بیت المال کا خازن مقرر کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عطاے فاروقی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہنے والے یہودیوں کے ساتھ امن و سلامتی سے رہنے کے معاہدات کیے، لیکن جب انھوں نے بدر و احد کی جنگوں میں مشرکوں کی مدد کرکے عہد شکنی کی تو آپ نے قتال کرکے انھیں مدینہ سے نکال باہر کیا۔ محض خیبر میں کچھ یہودی رہ گئے جو نصف پیداوار دینے کی شرط پر اپنی زمینیں کاشت کرنے کے لیے آزاد تھے۔ نجران کے عیسائیوں سے بھی آپ نے جزیہ وصول کرنے کی شرط پر صلح فرمائی۔ خلافت صدیقی میں یہ معاہدے برقرار رہے۔ حضرت عمر فاروق نے خلیفہ بننے کے بعد ان معاہدوں پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کی، ان کی دلیل تھی کہ آپ نے حیات مبارکہ کے آخری دور میں نصیحت فرمائی تھی: جزیرۂ عرب سے مشرکوں کو نکال باہر کرو (بخاری، رقم ۳۱۶۸۔ مسلم، رقم ۴۲۴۱)۔آپ نے یہ صراحت بھی فرمائی: حجاز کے یہودیوں اور نجران کے عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو (احمد، رقم ۱۶۹۱۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۸۷۴۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۳۶۶۲)۔ یہ فرمان نبوی حضرت عمر نے خود اپنے کانوں سے سنا: میں جزیرۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال دوں گا، حتیٰ کہ صرف مسلمان رہنے دوں گا (مسلم، رقم ۴۶۱۶)۔ یہی روایت دوسرے الفاظ میں ہے: جزیرۂ عرب میں دو دین اکٹھے نہ رہیں گے (احمد، رقم ۲۶۳۵۲۔ موطا امام مالک،

رقم ۲۸۱۷۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۸۷۵۱)۔

عہد فاروقی میں جزیرہ نماے عرب کی وحدت قائم ہو چکی تھی، اس لیے پیغمبر علیہ السلام کے اس فرمان پر عمل کرنا ممکن ہو گیا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق نے یمن کے گورنر حضرت یعلیٰ بن امیہ کو ذمہ داری سونپی کہ نجران کے عیسائیوں میں سے جو اپنے دین پر قائم رہنا چاہتا ہے، اسے حدود عرب سے نکال کر یمن یا جزیرۂ عرب کے نواح میں آباد کر دیا جائے۔ انھوں نے تلقین کی کہ اہل نجران کی مذہبی آزادی اور جان و مال کا تحفظ کیا جائے اور انھیں ویسی ہی یا اس سے بہتر زمینیں دی جائیں، جس طرح کی وہ حدود عرب میں رکھتے تھے۔ عیسائیوں کے بعد حضرت عمر نے خیبر کے یہودیوں کو بھی جزیرۂ عرب سے باہر آباد ہونے کا حکم دیا تو کسی کو حیرت نہ ہوئی، کیونکہ یہ ان کے اسی فیصلے کا اطلاق تھا۔

یہود خیبر سے نکل گئے تو خیبر سے تیما تک کی وسیع وادی جس میں کئی بستیاں آباد تھیں، اس لیے وادی القریٰ کہلاتی تھی، خالی ہو گئی۔ حضرت عمر نے یہ وادی تیس سے زیادہ صحابہ میں بانٹ دی۔ انھوں نے ایک بڑا حصہ حضرت معیقیب کو عطا کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مرض جذام (leprosy)

عہد فاروقی میں حضرت معیقیب کو کوڑھ (leprosy) کا مرض لاحق ہو گیا۔ حضرت عمر ان کا علاج کرانے کے لیے برابر کسی طبیب کی تلاش میں رہے۔ یمن سے دو ملاقاتی ان کے پاس آئے تو دریافت کیا: کیا تمھارے ہاں اس نیک انسان کا علاج ہے؟ جذام اس میں تیزی سے سرایت کر رہا ہے۔ انھوں نے جواب دیا: اس مرض کو ختم کرنا ہمارے بس میں نہیں، البتہ ہم ایسی دوا دیں گے جو اس کا مزید پھیلاؤ روک دے گی۔ حضرت عمر نے کہا: یہ بڑی صحت یابی ہو گی۔ یمنیوں نے پوچھا: کیا آپ کی سر زمین میں حنظل (اندرائن، citrullus colocynthis) پیدا ہوتا ہے؟ جواب دیا: ہاں۔ کہا: اکٹھا کر لائیں۔ چنانچہ دو بڑے ٹوکرے بھر کر رکھ دیے گئے۔ انھوں نے ایک ٹوکرا دو حصوں میں بانٹ کر حضرت معیقیب کو پہلو کے بل لٹا دیا۔ دونوں یمنیوں نے حضرت معیقیب کا ایک ایک پاؤں پکڑ لیا اور تلووں پر حنظل (اندرائن) ملنے لگے۔ ایک پھل ختم ہو جاتا تو دوسرا لے لیتے۔ انھوں نے یہ عمل جاری رکھا، لیکن جب دیکھا کہ حضرت معیقیب کے ناک اور منہ سے سبز صفرا جاری ہو گیا ہے تو چھوڑ دیا۔ اور حضرت عمر سے کہا: اب ان کی تکلیف میں کبھی اضافہ نہ ہو گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہی ہوا، حضرت معیقیب کی بیماری رک گئی اور ان کی وفات تک اس میں شدت نہ آئی۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب ایک برتن میں پانی حضرت معیقیب کو پینے کے لیے دیتے، جب وہ پی لیتے تو اسی برتن میں اس جگہ منہ لگا کر خود پیتے جہاں سے انھوں نے پیا ہوتا۔ وہ چھوت کا تاثر دور کرنے کے لیے ایسا کرتے۔ ایک بار انھوں نے کچھ لوگوں کو کھانے پر بلایا۔ حضرت معیقیب بھی موجود تھے، اس لیے لوگ دستر خوان پر بیٹھنے سے گھبرانے لگے، لیکن حضرت عمر نے کھانا جاری رکھا اور حضرت معیقیب کو نصیحت کرنے لگے: اپنے پاس سے اور اپنی جانب سے کھاؤ۔ ایک رات کو حضرت عمر کے لیے کھانا رکھا گیا کچھ اور لوگ بھی شریک تھے۔ انھوں نے حضرت معیقیب کو پاس بٹھالیا اور کہا: تمھارے علاوہ کوئی اور ہوتا تو میرے ساتھ مل کر ایک تھالی میں کھانا نہ کھاتا، میرے اور اس کے درمیان نیزہ بھر فاصلہ ہوتا۔

عہد عثمانی اور انگشت رسالت

حضرت معیقیب کے پوتے ایاس بن حارث روایت کرتے ہیں کہ حضرت معیقیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی نگرانی پر مامور تھے (ابوداؤد، رقم ۴۲۲۴۔ نسائی، رقم ۵۲۰۸)، لیکن اسی روایت میں ان کا یہ کہنا کہ بسا اوقات انگوٹھی میرے ہاتھ میں رہتی تھی، اشارہ کرتا ہے کہ یہ عہد نبوی کے بعد کی بات ہے۔

مشہور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکاری انگوٹھی حضرت عثمان کے ہاتھ سے بیر اریس میں گری۔ لیکن چونکہ یہ انگوٹھی حضرت معیقیب کی نگرانی میں تھی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ان کے ہاتھ سے کنویں میں گری (مسلم، رقم ۵۵۲۸)۔ شاید تب تک جذام کے اثرات ختم ہو گئے ہوں اور وہ انگوٹھی پہنتے ہوں۔

انگشت رسالت اور انگشتر سلیمان

ابن اثیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی گم شدگی کے اثرات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے موازنہ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی گم ہونے کے بعد ملک شام میں فتنہ وفساد برپا ہوا، جب کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موروثی انگوٹھی گم ہونے کے بعد خراسان سے لے کر مراکش تک عالم اسلام سے اتفاق جاتا رہا اور پورا خطہ فتنوں کی آماج گاہ بن گیا (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ۴/ ۴۰۳)۔

حضرت سلیمان کی انگوٹھی پر اسم اعظم کندہ تھا اور اسی سے وہ جن وانس پر حکومت کرتے تھے۔ ایک بار رفع حاجت کے لیے گئے تو انگوٹھی اپنی ام ولد امینہ (دوسری روایت: سب سے زیادہ قابل اعتماد بیوی جرادہ) کو پکڑا دی۔ صخر (دوسری روایت: حبقیق) نامی شیطان نے ورغلا کر انگوٹھی اس سے لے لی۔ حضرت سلیمان

تخت و سلطنت سے محروم ہو گئے اور شیطان نے ان کا روپ دھار کر حکومت چلانا شروع کر دی۔ حضرت سلیمان کو ہر کسی نے پہچاننے سے انکار کر دیا تو وہ ساحل سمندر پر چلے گئے، مچھلیاں ڈھوتے تو معاوضے کے طور پر دو مچھلیاں ملتیں۔ ایک کو بیچ کر روٹی لے لیتے اور دوسری پکا کر کھا لیتے۔ ادھر حضرت سلیمان کے مصاحب آصف بن برخیا اور بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں کو شیطان کے طرز حکمرانی پر شبہ ہوا اور انھوں نے تورات کھول کر سنانا شرع کر دی۔ شیطان نے دیکھا کہ راز افشا ہونے لگا ہے تو مجلس سے اڑا اور انگوٹھی سمندر میں پھینک دی، اللہ کے حکم پر ایک مچھلی نے اسے نگل لیا۔ حضرت سلیمان کو ساحل پر چالیس روز گزر چکے تھے کہ روزانہ ملنے والی مچھلیوں میں سے ایک کے پیٹ سے انگوٹھی برآمد ہوئی۔ اس طرح ان کو سلطنت و حکومت دوبارہ مل گئی۔ انھوں نے شیطان صخر (یا حبقیق) کو لوہے کے صندوق میں بند کر کے، قفل اور مہر لگوا کر سمندر میں پھینکوا دیا (تاریخ الامم والملوک ۱/۲۹۵۔ الکامل فی التاریخ ۱/۲۰۸-۲۰۹۔ بحار الانوار، باقر مجلسی ۶/۲۴۱)۔

شیعہ عقیدے کے مطابق یہ انگشتری حضرت سلیمان کے بعد مختلف نبیوں سے ہوتے ہوئے شیعہ اماموں کے پاس آ گئی اور اب امام مہدی کے پاس ہے۔ ان کا ظہور ہو گا تو منظر عام پر آ جائے گی (ویکی شیعہ، فارسی: انگشتر سلیمان)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وفات

مشہور روایت کے مطابق حضرت معیقیب نے عہد عثمانی کے آخر میں وفات پائی تاہم ایک روایت کے مطابق ان کا انتقال حضرت علی کے عہد خلافت میں ۴۰ھ میں ہوا۔

روایت حدیث

حضرت معیقیب سے سات احادیث مروی ہیں جو انھوں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیں۔ ان کے بیٹوں محمد، حارث اور پوتے ایاس بن حارث نے ان سے حدیث روایت کی۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بھی حضرت معیقیب سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

حضرت معیقیب بن ابو فاطمہ کی یہ روایت کثرت سے نقل کی گئی ہے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں استفسار کیا جو نماز میں سجدہ کرتے ہوئے مسجد کی مٹی ہموار کرتا ہے؟ آپ نے جواب فرمایا: اگر ایسا کرنا ضروری ہے تو ایک بار کر لے (بخاری، رقم ۱۲۰۷۔ مسلم، رقم ۱۱۵۶۔ ابو داؤد، رقم ۹۴۶۔

ترمذی، رقم ۳۸۰۔ نسائی، رقم ۱۱۹۳۔ ابن ماجہ، رقم ۱۰۲۶۔ احمد، رقم ۱۵۵۰۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۲۷۵)۔

حضرت معیقیب بن ابو فاطمہ کے آزاد کردہ ابو راشد نے پوچھا: کیا بات ہے کہ میں نے آپ کو اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتے نہیں سنا، جیسے دوسرے اصحاب بیان کرتے ہیں؟ فرمایا: واللہ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ میں سے ہوں جنھیں شروع سے آپ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا، لیکن زیادہ خاموش رہنا زیادہ بولنے سے بہتر ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com